مولانا برق التوحیدی

گزشتہ سے پیوستہ

”تحریکِ وہابیت کا اصل حریف سِکھ یا انگریز؟“ — انگریز شہادتوں کی روشنی میں!

۲۱ - پٹنہ چونکہ سید احمد شہید ہی کے دور سے انگریزی ایوانوں میں مرکز کی حیثیت سے دیکھا جاتا تھا اور ہر دور میں اس کے متعلق رپورٹیں حکومت کو ارسال کی جاتی رہی ہیں۔ اسی ضمن میں ولیم ٹیلر جو ۱۸۵۵ء میں پٹنہ کا ڈویژنل کمشنر بہار کے معدودہ دور اندیش افسروں میں سے تھا، صوبائی حکومت کو بار بار شہر میں حکومت کے خلاف جدوجہد کے بڑھتے ہوئے زور سے متنبہ کرتا رہتا تھا۔ اسے ایک حقیقت کا خاص طور پر احساس تھا کہ وہابی ایک منفرد جماعت ہے۔ کمشنر پٹنہ کا خط سیکرٹری حکومتِ بنگال کے نام مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۵۷ء میں بھی یہی بات دکھائی گئی چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

”اگرچہ میرا خیال ہے کہ مخالف مسیحی لیگ کے چلانے میں . . . تمام فرقے اس وقت اپنے فرقہ وارانہ تفرقوں کو موکر دینگے اور نصاریٰ کے مقابلہ میں متحد ہو جائیں گے مگر دو خاص حلقے ایسے ہیں جن سے پٹنہ میں خطرے کا اندیشہ کیا جا سکتا ہے ایک تو . . . . . دوسرے وہابیوں کے متشدد اور کثیر التعداد فرقے کی طرف سے۔ ان کے علاوہ ایک بڑا خطرہ شورش پھوٹ پڑنے پر عوام الناس کی برافروختگی سے بھی متوقع ہے۔“

۲۲ - ان وہابی مجاہدینِ تحریکِ آزادی کے خلاف انگریز تحقیقاتی افسروں میں ایک افسر ریلی ہے۔ ریلی جب اس سلسلہ میں تاریخ محل گیا تو اس نے وہاں کے وہابیوں کے متعلق حکومت کو درج ذیل رپورٹ

ارسال کی کہ :

"اکتوبر ۱۸۶۸ء میں جب میں پچھلی بار اس حصہ ملک میں آیا تھا - اس وقت سے اب میں ان مذہبی دیوانوں میں نمایاں تغیر پاتا ہوں - بیشک وہ اب بہت زیادہ دلیرانہ اقدامات کیلئے تیار ہیں "

۲۳ - اس کے بعد ریلی مالدہ بھی گیا - وہاں کی رپورٹ لکھتے ہوئے کہتا ہے کہ :

"اس ضلع کا موضع ہنس پوکھر بغاوت کا دوسرا سرگرم مرکز ہے - اس نے یاد دلایا کہ ۱۸۶۵ء ہی میں اس گاؤں کے وہابیوں کی کارروائیوں کی طرف حکومت کی توجہ منعطف کی جا چکی ہے - اب تک گاؤں کی مسجد میں جہاد کے لئے تحصیل جاری ہے - یہاں کے باشندے مرکز سرحد سے، جہاں اس گاؤں سے رنگروٹوں کی بہت بڑی تعداد مقیم ہے، کثرت سے مراسلت رکھتے ہیں - امانت منڈل مقامی سردار ہے - میرے خیال میں اس کی گرفتاری سے باغیانہ کارروائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا"

ریلی کا یہ خیال بھی درحقیقت جیمز کے سابقہ یقین کی طرح غلطی پر مبنی تھا - کیونکہ مجاہدین پر قائد کی عدم موجودگی کا اثر تو ضرور ہوتا لیکن یہ بعید از قیاس ہے کہ ان کی سرگرمیاں ختم ہو جائیں جیسا کہ مجاہدین کے دوسرے مقامات پر ردِّ عمل سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے یکے بعد دیگرے امیروں کی عدم موجودگی میں انہی جذبات سے سرشار رہے -

۲۴ - اس کے بعد ریلی اپنی مفصل رپورٹ میں مزید لکھتا ہے کہ :

"حسن زئیوں نے ہندوستانیوں کو آباد ہونے کے لئے اراضی کی پیشکش کے ساتھ دعوت دی ہے - ہمارے عبد اللہ کی علالت کے سبب سے اس دعوت کے ایجاب میں کچھ تاخیر واقع ہو گئی ہے - کوئی شک نہیں کہ صحتیاب ہوتے ہی وہ ہمارے خلاف لڑنا شروع کر دیں گے " (اس وقت پر ریلی کو تعجب ہوتا ہے کہ اس حقیقت کے لئے ثبوت ڈھونڈا جا رہا ہے کہ " یہ مذہبی دیوانے ملکہ (وکٹوریہ) سے برسر جنگ ہیں - وہ تو انگریزوں کے خلاف برابر مصروف پیکار رہے ہیں - ان کا اعلانیہ مقصد انگریزوں کو ملک سے نکال باہر کرنا ہے - اور ان کا دائمی رویہ مخاصمت رہا ہے !

ریلی کا یہ تعجب آج ہمیں بھی محسوس ہو رہا ہے کہ آج بھی انگریز کا ایک خاص پروردہ گروہ، فلسفہ خوار اور جس کو انگریز نے تکفیر و تفریق بین المسلمین کے لئے ایجاد کیا تھا، مجاہدین کی انگریز دشمنی پر لب کشائی کر رہا ہے - اور آج جبکہ انگریز کی آمد عنقا ہے، ان مجاہدین کے کارناموں کو اپنے نامۂ اعمال میں دیکھنا چاہتا ہے ——— ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ اگر آج بھی خدانخواستہ خدانخواستہ انگریز کے تسلط کے آثار نمایاں ہو جائیں تو یہی لوگ اسے "WELCOME" کہیں گے -

۲۵- پرنس آف ویلز جب بہار آیا تو اس وقت وہابیوں کے گڑبڑ پھیلانے کے خدشہ کی بنا پر وہاں کی جب خفیہ رپورٹ حاصل کی تو وہاں کے متعینہ رپورٹر ایشری پرشاد نے دسمبر ۱۸۷۵ء میں درج ذیل خفیہ رپورٹ تیار کی اور ظاہر کیا کہ :

" اس ملک میں وہابیوں کی کارروائیوں کے تین مرکز ہیں جو پٹنہ، بھوپال اور رنگون میں واقع ہیں - ان میں سے پہلا مرکز مقامی وہابیوں کی گرفتاریوں اور قید و بند سے بہت کمزور ہوگیا ہے - اس لئے انہوں نے اپنی جدّوجہد وسیع تر خطوں میں پھیلادی ہے . . . دوسرے مرکز میں ممتاز وہابی صادق حسن، عبدالجبار، عبدالرحمٰن اور علی کریم تھے - آخر الذکر شخص خاص طور پر ایک بیباک . . . کردار تھا . . . تیسرا مرکز رنگون تھا - وہاں کے وہابیوں کی بھوپال کے مرکز سے کثرت سے مراسلت تھی محمد حسین کے ایک بیٹے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں بھی گیا تھا "

۲۶- تحریک کو اپنی اصل نہج پر باقی رکھنے کیلئے گاہے گاہے خفیہ اجلاس بھی ہوتے تھے - اس مرتبہ سید نذیر حسین شیخ الکل رحمہ اللہ نے اپنی بھانجی کی شادی کی اور وہاں بہت سے لوگوں کو دعوت دی جس کی رپورٹ پولیس نے کمشنر پٹنہ کو بھیجی :

" وہابیوں کا ایک اور جلسہ سراج گنج میں منعقد ہوا جہاں نذیر حسین بھی اپنی بھانجی کی شادی کی شرکت کے بہانے سے گئے ہوئے تھے - اس تقریب نے وہابیوں کے اجتماع کیلئے ایک آسان حیلہ مہیا کر دیا - سربرآوردہ حاضرین میں نذیر حسین، محمد حسین لاہوری اور ابراہیم آردی تھے . . . اور مقصد یہ تھا کہ ان کا تعاون حاصل کیا جائے اور . . . اس ملک کے دارالحرب ہونے کا اعلان کر دیا جائے - یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ سرحد پر وہابی ریاست کا ہندوستان سے رابطہ اور اعانت نسبتاً بہت کمزور پڑ گئی ہے، ہندوستان سے مزید رضاکاروں اور امداد کی ترسیل کی کوششیں کی جائیں "

۲۷- جولائی ۱۸۸۱ء میں پی نولن سپرنٹنڈنٹ پولیس پٹنہ نے کمشنر کو رپورٹ کی کہ :

" ابراہیم نے کلکتہ کے ایک دورے میں تبلیغ کی ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ سرکاری ملازمت سے مستعفی ہو جائے اور یہ کہ کسی غیر سرکاری شغل میں آدھے معاوضے پر کام کرنا حکومت کے ماتحت اس قسم کے کام پر دوگنے معاوضے پر کام کرنے سے بہتر ہے . . . ابراہیم نے احتجاج، شورش، مقدمہ بازی فراہمی چندہ، سرکاری ملازمین کو استعفا کی ترغیب و اغوا، اس طور پر کہ فوجی سپاہیوں پر اثر انداز ہوں کے تمام طریقے استعمال کئے - ابراہیم یقیناً ایسا آدمی معلوم ہوتا ہے جس پر نگرانی رکھنا چاہیئے " (کلکتہ پولیس

کی خفیہ اطلاعات سے ملخص، جو ڈپٹی کمشنر پولیس کلکتہ لیمبرٹ نے کمشنر پٹنہ کو بھیجی تھیں۔ دیکھیے میمورنڈم ۶۵ مورخہ ۲۳ فروری ۱۸۶۴ء بحوالہ ہندوستان میں وہابی تحریک ص ۳۳۵)

۲۸۔ ابراہیم آردی وغیرہ کے خلاف تحقیقات کے سلسلہ میں پولیس انسپکٹروں نے جو رپورٹیں پیش کیں، ان میں سے ایک رپورٹ کے آخر میں دکھایا گیا تھا کہ:

"وہابی بالعموم ۱۸۷۰ء میں اور اس سے پہلے ۱۸۶۲-۶۵ء میں اپنے سربراہوں کی سزایابی سے سخت تنگ حال ہیں لیکن ان سزاؤں کے خلاف اندر اندر سخت بے چینی پھیلی ہوئی ہے مزید متنبہ کیا گیا کہ جب کبھی ان کو طاقت ہو جائے تو یہ بے چینی حکومت کے خلاف پھوٹ بن سکتی ہے۔"

۲۹۔ ۱۸۵۲ء میں جب پٹنہ میں ایک بار پھر باغیانہ مراسلت اور ترسیل زر کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ حکومت کے لئے بڑا تشویشناک امر تھا۔ چنانچہ حکومت نے وہابیوں کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھنے کے احکامات صادر کر دیئے۔ اس سلسلہ میں گورنر بنگال نے ایک سرکاری روئیداد مورخہ ۲۶ اگست ۱۸۵۲ء کو تیار کی جس میں وہ لکھتا ہے کہ:

"مجھے اس میں شک نہیں کہ پٹنہ کے کچھ اشخاص اور سوات اور ستھانہ کے مذہبی دیوانوں کے درمیان مراسلت ہوتی ہے۔"

اگرچہ گورنر نے مجسٹریٹ کے اندیشہ سے اتفاق نہیں کیا، اس نے مناسب سمجھا کہ اشخاص متعلقہ کے رویے اور نقل و حرکت پر نظر رکھی جائے اور اس صورت میں کہ مجسٹریٹ کی رپورٹ کے مطابق "وہابی مسلم آدمیوں کا اجتماع ہو تو حکومت کے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے میں ضروری اقدامات کروں گا۔"

۳۰۔ یاد رہے جس زمانے میں سید صاحب مصروف جہاد تھے، اسی زمانے میں ایک انگریز سیاح جس کا نام میسن تھا سرحد، افغانستان اور بلوچستان کے علاقوں میں پھر رہا تھا، اس نے سید صاحب کا نصب العین یہ بتایا ہے:

"سکھوں کا استیصال اور پنجاب پر قبضہ، پھر ہندوستان اور چین پر تسلط!"

اس سے ہماری اس مذکورہ بات کو بھی تقویت ملتی ہے کہ تحریک وہابیت کا اصل ہدف سکھوں ہی کو بنانا سراسر خلاف حقیقت ہے۔

۳۱۔ مشہور انگریز مورخ ہنٹر لکھتا ہے:

"یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستانی وہابی ایک بہت بڑی جماعت کا تھوڑا سا حصہ ہے۔ اس ناکام مبلغ کو ہزاروں مبلغین میں سے ایک تصور کیجئے جو اس وقت تمام ایشیا میں چکر لگا رہے ہیں۔" (ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۱۱)

(آخری قسط آئندہ شمارہ میں۔ ان شاء اللہ)